پہلا شمارہ فروری 2024

ماہنامہ

بیت الحکمہ

انٹر نیشنل

ٹاپکس: مذہب ، سائنس , تاریخ ، فلسفہ ، طب، علم و ادب ، سیاسی و عسکری مواصلات ، اندرونی و بیرونی معاملات ، معاشرت و معیشت, موسم ، کھیل ، سوشل و شوبز ، تحقیقات و اعتراضات ، ارضیات و فلکیات ، ستارے اور سیارے

پیشکش
The KN
(Groups)

ایڈیٹر انچیف
اطلس علی الحنبلی
اسسٹنٹ ایڈیٹر
مس افراسیاب گل

فہرست

فہرست

منتظمین و معاون

مس فرید

عرفان احمد قادری، گرافکس

+92 343 8411184

صائم علوی ، سرگودھا

قبلہ مفتی ناصر شاہ جمالی صاحب

طلحہ سرور ،سیالکوٹ

محمد معین ، کوٹلی ۔آزاد کشمیر

شہزاد احمد، اوکاڑہ

سلطان محمود کاوش

احمد رضا ،وائس اوور

محمد آصف خان

- ہمارے مختلف کیٹاگریز کے وٹس ایپ گروپس ہیں جن میں آپ اپنی دلچسپی کے مطابق شامل ہو سکتے ہیں ۔جیسے کہ :
- معلوماتی ، فری لینگویجز کورسز (گرلز اینڈ بوائز سیپرٹ گروپ)، انٹرفیتھ ڈسکشنز ، پی ڈی ایف
- کتب

ایڈمنز :

اطلس علی الحنبلی

- مس افراسیاب گل صاحبہ

صائم علوی

شہزاد احمد

حمد باری تعالیٰ

کونین کی ہر شے میں وہی جلوہ نما ہے
جتنی بھی ہو توصیف خدا ، حق ہے ، بجا ہے
یہ ابر ، یہ کہسار ، یہ صحرا ، یہ گلستاں
جو کچھ بھی ہے سب اُس کا کرم اس کی عطا ہے
ہر گل کے تبسم میں عیاں حُسن ہے اُس کا
بلبل کے ترنم میں نہاں اس کی صدا ہے
ہر منزل دشوار کو کرتا ہے وہ آساں
وہ قادر مطلق ہے وہی عقدہ کشا ہے
وہ حسب طلب سب کو عطا کرتا ہے روزی
مومن ہے کہ کافر ہے ، برا ہے کہ بھلا ہے
تحصیل زر و مال نہ شہرت نہ مراتب
اقبال کا مقصود فقط اُس کی رضا ہے

(پروفیسر سید عظیم اقبال)

نعت شریف

جان بھی اُن کے حوالے کی
قسمت ، قسمت والے کی
رنگ ہے ایک نرالا سا
بات ہے ایک نرالے کی
اس رخسار کو دیکھے تو
آنکھ نہ جھپکے لالے کی
کس کے فلک پر آب و تاب --!
ایک سی گورے کالے کی
ہم وہ لوگ ، حکومت تھی
جن کی آنکھ پہ جالے کی
مرہم اُن کے ہاتھوں کا
خوشیاں پاؤں کے چھالے کی
آخری خواہش پوچھتے ہو ؟
کوثر کے متوالے کی ؟
آؤ کہ دنیا صدیوں سے
دیکھے راہ اجالے کی
ظلم کے گوشے گوشے تک
گردش نور کے ہالے کی
باندھو مصرعِ رحمت میں
بات کھجور کے نالے کی
پورا بدلہ لیتی ہے
اُمّت بخشنے والے کی
پاؤں پڑ گئی دنیا ، دیکھ
طاقت ایک حوالے کی

(زبیر حمزہ)

اللہ پاک قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے۔

الآیۃ۔۔۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا()0ٙ0 یُّصْلِحْ7 لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ-وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا()71

ترجمہ:

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہا کرو۔ اللہ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی۔

(سورۂ احزاب آیت 70۔71)

تفسیر

{یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ:

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔} اس آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ایمان والوں کو تقویٰ اختیار کرنے، سچی اور حق بات کہنے کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے حقوق اور اس کے بندوں کے حقوق کی رعایت کرنے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور سچی، درست، حق اور انصاف کی بات کہا کرو اور اپنی زبان اور اپنے کلام کی حفاظت رکھو،یہ سب بھلائیوں کی اصل ہے۔اگرایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر کرم فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال تمہارے لیے سنواردے گا، تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور تمہاری طاعتیں قبول فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص احکامات پر عمل کرنے اور ممنوعات سے بچنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی فرمانبرداری کرے اس نے دنیا و آخرت میں بڑی کامیابی پائی۔

(مدارک،الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷۰-۷۱،ص ۹۵۲، روح البیان،الاحزاب، تحت الآیۃ: ۷۰-۷۱، ۷ / ۲۴۷،۲۴۸۔ ملتقطاً)

زبان کی حفاظت کی اہمیت

اس سے معلوم ہوا کہ زبان ٹھیک رکھنا، جھوٹ غیبت، چغلی، گالی گلوچ سے اسے بچانا بڑا اہم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے بعد زبان سنبھالنے کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے ورنہ یہ بھی تقویٰ میں آچکا تھا۔

یاد رہے کہ زبان کی حفاظت تمام بھلائیوں کی اصل ہے، اسی لئے دیگر کاموں کے لئے دو عضو ہیں اور بولنے کے لئے ایک زبان اور وہ بھی ہونٹوں کے پھاٹک میں بند اور 32 دانتوں کے پہرے میں قید ہے تاکہ یہ بات پیش نظر رہے کہ زبان کو بے قید نہ رکھا جائے۔

زبان کے بارے میں حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

آئیں کچھ قرآن سیکھیں

جب انسان صبح کرتا ہے تو تمام اعضاء صبح کے وقت زبان سے کہتے ہیں :ہمارے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہم بھی ٹیڑھے ہوجائیں گے۔

(ترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء فی حفظ اللسان، ۴ / ۱۸۳، الحدیث: ۲۴۱۵)

امام محمد غزالی رَحْمَۃُاللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں :وہی شخص زبان کے شر سے نجات پاتا ہے جو اسے شریعت کی لگام کے ذریعے قابو کرتا ہے اور اسے اسی بات کے لیے استعمال کرتا ہے جو اسے دنیا اور آخرت میں نفع دے۔ انسان کے اعضا میں سے زبان سب سے زیادہ نافرمان ہے کیونکہ اسے حرکت دینے اور بولنے میں کچھ بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس کی آفات اور گمراہیوں سے بچنے میں لوگ سستی کرتے ہیں ، اسی طرح اس کے جالوں اور رسیوں سے بھی نہیں بچتے حالانکہ انسان کو گمراہ کرنے میں زبان شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، ۳ / ۱۳۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کی اہمیت کو سمجھنے اور اس کی حفاظت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

الحدیث۔۔۔
اللہ پاک کے آخری نبی حضرت محمدِ عَرَبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا :
اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ
ترجمہ :
مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔
(بخاری ، 1 / 15 ، حدیث : 10)
پیارے بھائی!
اللہ پاک کی نعمتوں میں سے ایک نعمت زبان بھی ہے ، ہمیں چاہئے کہ اس نعمت پر شکر ادا کرتے ہوئے اچّھے کام کریں اور بُرے کاموں سے بچیں۔
ہمارے معاشرے میں سب سے اہم تربیت بچوں کی ہونی چاہیے۔
اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض بچے شرارت کرنے کے بعد ڈانٹ یا پٹائی سے بچنے کے لئے دوسرے بچّوں پر جُھوٹا اِلزام لگادیتے ہیں کہ یہ کام میں نے نہیں دوسرے نے کیا ہے ، بعض بچّے ایک دوسرے کے نام بگاڑتے ہیں مثلاً چھوٹے قد والے کو ” کوڈُو “ ، لمبے قد والے کو ” لمبو “ ، کالے رنگ والے کو ” کالو “ بولتے ہیں۔ ایسا کرنا اچھی بات نہیں ہے۔
میرے عزیزو! دن میں کچھ وقت کوئی مناسب کھیل کھیلنا صحت کے لئے فائدہ مند ہے مگر کوئی ایسا کھیل نہیں کھیلنا چاہئے جس میں مار پیٹ ہو یا کسی کو تکلیف پہنچ سکتی ہو جیسے رَبڑ کی بال سے مار دھاڑ کھیلنا ، پلاسٹک کے چھرے والی پستول سے چور سپاہی وغیرہ کھیلنا۔ اسی طرح بعض بچّے ایک دوسرے کو بلاوجہ نوچتے ، بال کھینچتے ، دھکے دیتے یا مارتے ہیں جو کہ بہت بُری بات ہے ، ایسے بچّوں کو کوئی پسند بھی نہیں کرتا اور ناہی کوئی ایسے بچّوں کی تعریف کرتا ہے بلکہ مشہور ہوجاتا ہے کہ فلاں بہت شرارتی ہے ، جب دیکھو لڑتا جھگڑتا رہتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

میرے عزیزو!
ہمیں اس حدیثِ پاک پر عمل کرتے ہوئے بیان کی گئی تمام بُری باتوں سے بچنا ہے اور بہترین مسلمان بننے کے لئے اپنی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف بھی نہیں دینی ہے۔
جس طرح ہم بچوں کی تربیت کرنے میں انتہائی سیریس ہوتے ہیں کاش اسی طرح اپنی زبان کی بھی حفاظت کریں کیونکہ بچے ہم سے ہی الفاظ اور اعمال کرنا سیکھ رہے ہوتے ہیں
اگر ہم اپنا انداز گفتگو بہترین کرلیں تو ہماری آنے والی نسلیں بھی اسی طرح ہمارے اچھے اخلاق کی وجہ کافی کچھ سیکھ کر عمل کرنے میں لگ جائے گی۔
اللہ پاک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین کرام، الحمدللہ ثم الحمدللہ یہ نہایت ہی پر مسرت موقع ہے جب ماہنامہ بیت الحکمت انٹرنیشنل جریدے کی اشاعت ہو رہی ہے۔ محترم اطلس علی الحنبلی صاحب کی انتھک کوششوں کے بعد یہ ممکن ہوا۔ابھی کچھ دن قبل ہی انہوں نے اس کا ارادہ کیا اور میرے ساتھ اس موضوع کو زیر بحث لائے اور بڑی خوبی کے ساتھ اس کام کو کر دکھایا۔

سوشل میڈیا کے ذریعے اصلاح معاشرہ کے حوالے سے پہلے ہی خدمات انجام دے رہے ہیں اور اب اس کے دائرے کو وسیع کرنے کی کوشش ماشاءاللہ دن بدن جاری و ساری ہے اور اس کے ثمرات بھی نظر ارہے ہیں اور انہی کوششوں میں اس جریدے ماہنامہ بیت الحکمہ انٹرنیشنل کی اشاعت بھی شامل ہے حضرت کی شروع سے ہی یہ کوشش رہتی ہے کہ ہر شعبے سے متعلقہ نئے لوگوں کو متعارف کروایا جائے اس جریدے میں بھی یہی کوشش کی گئی ہے کہ نئے لکھاریوں کی تحریرات عوام الناس تک پہنچائی جائیں جس میں قران و حدیث کی اسان شروحات، شعراء کا کلام، اور اصلاحی تحریریں شامل ہیں مجھے قوی امید ہے کہ قارئین کرام محترم اطلس علی صاحب کی اس کاوش کو ضرور سراہیں گے۔

یہ ابتدا ہے کاملیت کا دعوی نہ تو کوئی کر سکتا ہے اور نہ ہی ہم کر رہے ہیں کیونکہ ہر عیب سے پاک تو اللہ سبحانہ و تعالی کی ذات ہے اور مخلوق میں اس نے یہ وصف انبیاء کرام کو عطا کیا ہے۔

ان شاء اللہ آنے والے دنوں میں اپ مزید بہتری پائیں گے جہاں اپ کو کسی چیز کی کمی نظر ائے بلا جھجھک ضرور مطلع کیجئے۔ ہم شکریہ کے ساتھ اپ کی آرا کو قبول کریں گے اور حد درجہ بہتری لانے کی کوشش کریں گے

ہمارا اپ سے التماس ہے کہ اس محنت سے تیار کیا گیا جریدے کا ژرف نگاہی سے مطالعہ کیجئے کیونکہ یہ آج کے پرفتن دور میں اصلاح کی غرض سے اپنا حصہ ڈالنے کی محترم اطلس علی صاحب کی بہترین کاوش ہے امید ہے تمام احباب اپنی آراء دے کر اس میں تعاون کریں گے تاکہ ہم اس سلسلے کو جاری رکھیں اور جو بہتری کی ضرورت ہے وہ بھی اس میں لائی جا سکے۔

اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا گو ہوں کہ حضرت کی اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور ان کے لیے بھی اور اس سے مستفید ہونے والوں کے لیے بھی ذریعہ نجات و اصلاح بنائے آمین

والسلام

بندہ ناچیز،

صائم علوی

اداریہ میں اپنی تحریر ڈاکٹر شاہنواز قادری صاحب کی شخصیت پر شامل کرنا چاہ رہا تھا ۔
لیکن شام میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ مجھے اس موضوع پر لکھنا پڑا ۔
انسان کو"معاشرتی جانور" کہا گیا ہے۔
چونکہ یہ ایسی مخلوق ہے جو اکیلے نارمل زندگی نہیں گزار سکتے تو انہیں اپنے ساتھ کسی نا کسی دوسرے انسان کی ضرورت پڑتی ہے ۔ جو کہ ان کی خوشی میں خوش ہو اور ان کے غم کو اپنا غم سمجھے ۔
اسی کمزوری اور ضرورت کے تحت جب دو مخالف جنس ایک دوسرے کے قریب آتے ہیں تو بقول منٹو :
"جب دو محبت کرنے والے مرد اور عورت بغیر نکاح کے وافر مقدار میں محبت کرلیں تو یہ قبل از وقت پیدا ہو جانے والے بچے کی طرح ہو جاتی ہے ۔ جس کا زندہ رہنا کافی مشکل ہو جاتا ہے"

ہمارے ہاں یونیورسٹیز میں مرد و زن کو اکٹھا کردیا
چلیں کوئی بات نہیں
لیکن پھر کیا وجہ ہے کہ والدین غافل ہو جاتے ہیں
چلیں یہ بھی کوئی بات نہیں
پھر جب لڑکا لڑکی تمام حدود کو پار کرکے وہ سب کر گزرتے ہیں اور اس کی ویڈیو بھی بن جاتی ہے ۔ سوشل میڈیا پر بھی پہنچ جاتی ہے ۔
تو پھر ٹرولنگ صرف لڑکی کے حصے میں کیوں آتی ہے جب کہ ویڈیو بنانے والا اور شئیر کرنے والا صاف نکل جاتا ہے ۔
صرف لڑکی ہی کو کیوں کہا جاتا ہے یہ خراب کردی گئی ہے یا یہ اب کسی کی استعمال شدہ ہے ۔
قصور وار تو دونوں ہیں
خراب بھی دونوں ہوئے
استعمال شدہ بھی
ٹرولنگ پھر کیوں صرف لڑکی ہوتی ہے
اور یا تو وہ ساری زندگی تھوڑا تھوڑا مرتی رہتی ہے ایک ہی بار مر جاتی ہے ۔
خدارا !
غلطیاں سب سے ہوتی ہیں ،انسان کمزور ہے ۔اس کی غلطی اس کی زندگی چھیننے کا سبب نا بنائیں ۔

ڈاکٹر شاہنواز قادری ، ننکانہ صاحب
صحافی نیو نیوز ، روحانی شخصیت

ہمیں فکر دلائی کہ میں تمہاری شہ رگ سے بھی قریب ہوں پھر کہا (وفی انفسکم افلا تبصرون) اور میں تمہاری جانوں میں ہوں لیکن غور نہیں کرتے ،گویا ہمیں اپنے آپ میں غور کرنے کا حکم ہوا اور ساتھ ہی کہا (فاینماتولوفثم وجہہ اللہ)ہر سو میرا جلوہ ہے اول آخر ظاہر باطن میں ہی ہوں تحقیق میں نے ہر شے کو احاطہ کیا ہوا ہے جبکہ اول آخر ظاہر باطن وہی ہے اور ہر طرف اسی کا جلوہ ہے-

تو پھر ہم کہاں ہیں ؟درحقیقت وہ ہے ہم نہیں_اس بے حد اور لا متناہی کے ہوتے ہوئے کسی اور کو نہ مانا جائے تو یہ ماسواء بے حد کے لیے حد ٹھہرے گا ،یاضد-(لا ضدالہ ولاند آلہ)نہ اس کے لیے ضد ہے اور نہ ہی ند-اگر ہم اپنے آپ کو بھی مانیں اور ذات حق کو بے حد بھی مانیں تو مخلوق کا وجود بے حد کے لیے ٹھہرے گا -دراصل ہمارا کچھ بھی نہیں سب کچھ اسی کا ہے -موجود بالذات اس کے سواء کوئی نہیں سب ماسواء موجود با العرض ہیں -ہر شے کی اصل و حقیقت وہی ہے کوئی شئے باہر سے تو ہے ہی نہیں بتوں کو ہی ظہور کے مرتبہ میں ظاہر فرمایا اور جس صورت میں چاہا ہو گیا یہ اسماء صفات کسی اور کے نہیں جس کی ذاتِ ہے اسی کے ہی اسماء صفات ہیں یہ نہیں ہو سکتا کہ ذات تو اس کی ہو اور صفات کسی اور کی مرتبہ احدیت - میں جو بے صورت ہو کر باطن تھا مرتبہء واحدیت میں وہی صورت ہو کر ظاہر ہے یہ سب کچھ اس میں موجود تھا اور ظہور میں آنے والا تھا جو باطن تھا وہی ظاہر ہوا یہ بھی خیال رہے کہ مرتبہ ظہور میں سب سے پہلے روح کا ظہور ہوا اور روح بے حد ہے بے رنگ و صورت اور مادہ سے پاک ہے لیکن کائنات میں ایسی کوئی شئے نہیں جو روح سے باہر ہو یہ تمام کائنات روح کی اضافی صورتیں ہیں اور ہر شئے میں روح جاری وساری ہے ایک زرہ بھی روح کے بغیر نہیں ہے جسے پانی سے .برف موجود ہے .برف از خود موجود نہیں -اگر اگر کوئی چاہے کہ .برف کو پانی سے علحیدہ کر لے تو ایسا ہو ہی نہیں سکتا-پانی اور .برف میں نہ تو دوئی ہے نہ ہی غیریت اور نہ ہی حد فاصل ہے .برف کا ظاہر باطن پانی ہی ہے .برف جہاں بھی جائے پانی اس کے ساتھ ہے (ھو معکم اینما کم) میں تمارے ساتھ ہوں تم جہاں کہیں بھی ہو - گویا کہ پانی جو ہر ہےاور .برف عرضِ -اسی طرح اسی طرح روح جو ہر ہے اور کائنات عرضِ تمام کائنات روح سے ہی قائم ہے اور روح ہر شئے میں ایسے ہے جیسے خوشبو پھول میں ،سیاہی حروفِ میں ،پانی .برف میں -.برف کا کوئی حصہ پانی سے خالی نہیں -دراصل پانی کے جمود کا نام ہی .برف ہے -.برف بزات کوئی شئے نہیں ہے یہ پانی کی اضافی صورت ہے لیکن .برف نہ غیر از نہ خارج از پانی (الم ترالیٰ ربک کیف مدظلہ)اے محبوب تو نے نہیں دیکھا کہ ہم نے آپنے سات کو کیسے دراز کیا ہے -سائے سے مراد روح ہے اور روح ذات کا ظل ہے جیسے اثیر کا ظل ہوا اور ہوا کا ظل .برف ہے -ایسے ہی ذات کا ظل روح اور روح کا ظل مثالی صورت اور مثالی صورت کا ظل یہ عنصری جسم ہے جس طرح کائنات روح سے دور نہیں اور روح کائنات سے دور نہیں ایسے ہی روح سے ذاتِ دور نہیں یہ اسی طرح سے ہی فرمایا (نحن اقرب الیہ من حبل الورید) میں تماری شہ رگ سے بھی قریب ہوں لہٰذا اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ ذات حق کا قرب بلا تخصیص قرب حاصل ہے -فرق ہے تو اس راز سے آگاہ ہونے اور محبوب ہونے کا ہے جن پہ (نحن اقرب) کا راز کھلا تو وہ مقرب اور ولی ہوئے جن پہ یہ راز نہ کھلا تو حجاب میں رہے -کفر کا معنی ہی حجاب ہے -بات صرف اتنی ہے اگر قطرہ آپنے آپ کو سمندر کا غیر جان رہا ہے تو قطرہ کو حجاب ہوا اور کافر ٹھہرا جب قطرہ نے آپنی ہستی کی حقیقت کو پہچان لیا اور حجاب اٹھ گیا تو قطرہ عین سمندر ہے -اگر آپنی ہستی کو سمندر سے علحیدہ سمجھ لیا تو کافر ہے -

جب آپنی ہستی کی حقیقت کو پالیا اور سمندر میں مستغرق ہوگیا (ہم نہ تم دفتر ہی گم) یہ بھی یاد رہے کہ یہ راز ذکر لسانی سے نہیں کھلتا ۔احسان ہی ولی کامل کی صحبت سے ہی منکشف ہوتا ہے اور جن پہ یہ راز کھلا تو وہ مقام قرب میں پہنچ کر واصل الی الحق ہوئے اور ان ہی کی شان میں یہ کہا ہے (کنست سمعہ) میں اس کی سماعت ہو جاتا ہوں (وبصرہ)اس کی بصارت ہو جاتا ہوں (ولسانہ) اس کی زبان ہو جاتا ہوں (ورجلہ ویدہ) اور اس کے ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہوں ۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ عین قواء عبد ہے کیونکہ سماعت بھی بندے کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے اور بصارت بھی بندہ کی قوتوں میں سے ایک قوت ہے اور زبان بھی اعضاء عبد میں ایک عضو ہے اور ہاتھ پاؤں بھی اور صرف قویٰ ہیٰ قوتوں ہی کے بیان کرنے پر کفائت نہیں کی بلکہ اعضاء کا بھی ذکر فرمایا اب دیکھنا یہ ہے بندہ ہے کیا ۔یہں اعضاء اور قویٰ توہین ۔اس کے سوا اور ہے کیا اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا انسان کی اصل و ذات عین وہی ہے (فلمااتھانودی- یمر سی انی انا ربک فاخلع نملینک انک باالوادی المقدس طوی وانا حسرتک فاستمع لمایوحی انني انااللہ لاالہ الاانافاعبدنبی واقم الصلوۃلزکری)جب آیا اس کے پاس پکارا گیا اے موسیٰ تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دونوں جوتیاں آپنی تحقیق توٗ وادیء پاک میں آیا اور میں نے پسند کیا تجھ کو پس سن جو کچھ وحی کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں اللہ ہوں نہیں کوئی معبود مگر میں، پس عبادت کر میری اور قائم کر نماز کو واسطے یاد میری سورہاعراف میں اس واقعہ کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے

(جاری ہے)

تحریر : محمد عامر آفریدی

مشرکین مکہ، یہود اور نصاریٰ کے بنیادی
باطل نظریات اور قرآن مجید سے ان کے تردید

مشرکین مکہ کے باطل نظریات
1 :: مشرکین مکہ بتوں کی پوجا کرتے تھے
یہ نظریہ ان کا غلط تھا قرآن نے اس کی بار بار تردید کی ہے ۔
2 :: مشرکین مکہ ننگے ہو کر طواف کرتے تھے
ان کا نظریہ تھا کہ جس لباس میں گناہ کرتے ہیں اسی لباس میں بیت اللہ کا طواف کرنا معیوب ہے ۔
یہ نظریہ ان کا غلط تھا
تو قرآن نے اس کی تردید کر دی۔۔۔ولیطوفوا بالبیت العتیق (الحج:)29
طواف کریں قدیم گھر کا
3 :: بچوں کو زندہ دفن کرتے تھے یہ نظریہ ان کا غلط تھا تو قرآن نے اس کی تردید کر دی۔۔۔۔واذا الموءودۃ سئلت بای ذنب قتلت (تکویر:)98
جب بچی زندہ گاڑ دی گئ تو پوچھیں کہ کس گناہ پر ماردی گئ
4 :: لیکن مشرکین مکہ حاجیوں کو ستو پلاتے تھے
یہ نظریہ انکا درست تھا تو قرآن نے آکی تائید کی سقایۃ الحاج (19)
حاجیوں کو پانی پلانا

یہود کے باطل نظریات
یہود کے باطل نظریات بہت زیادہ ہیں
ان میں سے بڑے بڑے مندرجہ ذیل ہیں
: یہودی1 عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہتے تھے
یہ نظریہ ان کا غلط تھا تو قرآن نے آکی تردید کر دی۔۔۔وقالت الیھود عزیر ابن اللہ (سورۃ توبہ:)30
اور یہود نے کہاں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے
2 :: حضرت مریمؑ پر بہتان لگاتے تھے کہ بچہ کیسے ہو گیا
یہ نظریہ انکا غلط تھا تو قرآن نے آکی تردید کر دی۔۔۔۔واذ قالت الملائکۃ یا مریم ان اللہ اصطفاک و طھرک۔۔۔۔(آل عمران: 24)
جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیاسب جہانوں کی عورتوں پر
3 :: حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں کہتے تھے کہ ہم نے ان کو سولی پر چڑھادیا
یہ نظریہ ان کا غلط تھا تو قرآن نے اس کی تردید کر دی۔۔۔۔وما قتلوہ وما صلبوہ و لکن شبہ لھم (النساء:)157
نہ اس کو مارا اور نہ اسکو سولی پر چڑھایا لیکن ان پر تشبیہ ڈال دی گئ

نصاریٰ کے باطل نظریات
نصاریٰ کے بھی باطل نظریات بہت زیادہ ہے ان میں سے بڑے بڑے مندرجہ ذیل ہیں
:: نصاریٰ1 کا نظریہ تھا کہ حضرت عیسیٰ خودؑ خدا ہیں
یہ نظریہ ان کا غلط تھا تو قرآن نے آکی تردید کر دی ۔۔۔۔لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (مائدہ)72
بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا
2 :: نصاریٰ کا دوسرا نظریہ تثلیث کا تھا
یہ نظریہ بھی ان کا غلط تھا تو قرآن نے آکی تردید کر دی ۔۔۔لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ ومامن الہ۔۔۔۔۔(مائدہ)73
بے شک کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے حالانکہ کوئی معبود نہیں سوائے ایک معبود کے
3 :: نصاریٰ کا تیسرا نظریہ ابنیت عیسیٰؑ کا تھا
یہ نظریہ بھی ان کا غلط تھا تو قرآن نے آکی تردید کر دی ۔۔۔۔وقالت النصاری المسیح ابن اللہ (توبہ)30
نصاری نے کہا کہ عیسیٰؑ اللہ کا بیٹا ہے
4 :: نصاریٰ کا چوتھا نظریہ کفارہ کا تھا کہ عیسیٰؑ سب کے گناہ اپنے سر پر لے کر سولی پر چڑھ گئے
یہ نظریہ بھی انکا غلط تھا
توقرآن نے اس کی تردید کر دی ۔۔۔ولا تزر وازرۃ وزر اخری (فاطر)18
نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا
5 :: نصاریٰ کا پانچواں نظریہ تھا کہ عیسیٰؑ آسمانوں پر زندہ ہیں اور دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے
یہ نظریہ انکا درست تھا تو قرآن نے آکی تائید کی۔۔۔۔بل رفع اللہ
یہ تھے مشرکین مکہ، یہود اور نصاریٰ کے چیدہ چیدہ باطل نظریات جن کی قران پاک نے تردید کی اور جو درست عقائد باقی تھے ان کی تائید کردی ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت مدینہ کے سفر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف فرما تھے جب لوگ ان سے ملتے تھے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بہت خوبصورت جواب دیا کہ وہ نیکی کا راستہ دکھانے والا ہے"

(احمد مراد، لاہور)

محمد عاطف صافی

انسان اپنے آپ میں ایک کل کائنات ہے

کائنات کا نام سن کر ہمارے ذہنوں میں اربوں سیارے اور ستارے آتے ہیں ۔جن میں سے ہم بہت سے سیاروں اور ستاروں کو نہیں دیکھ سکتے ہیں کیونکہ وہ ہم سے بہت دور ہے. مگر کیا آپ جانتے ہے کہ ہم انسان اپنے آپ میں کل کائنات ہے ۔ہر انسان اربوں خلیوں (Cells) سے مل کر بنا ہے۔ ہر ایک خلیہ اپنے آپ میں ایک زندگی کو ظاہر کرتا ہے. جب یہ اربوں خلیوں اپنا کام صحیح طریقے سے کرتے ہیں، تب انسان صحت مند ہوتا ہے

اس طرح کہا جاتا ہے کہ اگر خون کے شریانوں کو کھینچا جائے ، تو اس کی لمبائی ہمارے کرہ ارض سے بھی زیادہ ہو جائے گی۔ اس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ کون سی ذات ہوگی جس نے اسے 5 سے 7 فٹ کے انسان میں ترتیب دیا ہوگا۔

اگر ہم انسانی دل کا مطالعہ کریں،تو یہ ایک منٹ میں 72 دفعہ دھڑکتا ہے۔ اور یہ اسی طرح بغیر روکے سالوں اپنا کام کرتاہے۔اگر یہ چند منٹ بھی اپنا کام چھوڑ دیں، تو انسان کی موت ہو جاتی ہے۔

اب ہماری اتنی دلچسپ کائنات (انسانی بدن) ہے، تو ظاہر ہے کہ اس کے دشمن بھی ہونگے ۔ میڈیکل کے فیلڈ میں اس پیتھوجن (pathogen) اور جراثیم (germs) کہتے ہیں ۔ مگر اس سے حفاظت کے لیے بھی ہمارے جسم میں اپنا ڈیفنس کا طریقہ کار ہے۔ ہمارے جسم کی اپنی ایک فوج ہے۔ جس کو سفید خلیات (white blood cells) کہتے ہیں۔ کسی بھی جراثیم کو ان سے لڑنا پڑتا ہے۔جس طرح کسی ملک کی اپنی ڈیفنس لائن (Defense line) ہوتی ہے اس طرح ہماری بھی اپنی ڈیفنس لائن ہے (first, 2nd and 3rd line of defense)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

(لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ) ترجمہ: " ہم نے بنایا آدمی خوب سے اندازے پر" مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بہترین جسم دیا ہے ۔لہٰذا ہمیں اپنے اندرونی کائنات کی طاقتوں کا مثبت استعمال کرکے دنیا میں مثبت تبدیلی کے لیے کوشش کرنی چاہیے ۔

فرمان حیدر فاروقی

شرم ◆ و حیا ◆

* ◆ حیاء کے لغت کے اعتبار سے ◆ *

لغت کے اعتبار سے حیاء کامصدر ہے اسکی ماضی "حیی "ہے یعنی حروف اصلی ح,ی اور ی ہیں اس لئے باحیا بندے کو عربی میں "رجل حیی" کہتے ہیں

* ◆ حیاء کی اصطلاحی تعریف ◆ *

حیاء بندے کی ایسی کیفت ہے جو اسکو عیب والے کام کرنے سے منع کرتی ہے یعنی جس کام میں ذلت ہو ,رسوائی ہو،شرمندگی ہو بے عزتی ہو ایسا کرنے سے جو کیفت بندے کو روک دے اسکانام حیاہے

* ◆ حیاایک فطری طریقہ زندگی ◆ *

دین اسلام دین فطرت ہے یہ حیااور پاکدامنی کادرس دیتا ہے اور بے حیائی فحاشی سے منع کرتا ہے چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا "الحیاء شعبۃ من الایمان"یعنی "حیاء ایمان کا ایک شعبہ ہے"مومن جہاں بھی ہوگا باحیاہوگا اور جہاں آپ دیکھیں کہ بے حیائی ہے وہاں دین اور ایمان کی کمی ہوگی مسلمانوں کے ہاں حیاء ایک صفت ہے اور غیر مسلم معاشرے میں اس کو ایک بیماری کہاجاتا ہے مثلا انگریزی میں

"Shyness is Sickness"

یعنی" شرم و حیاء ایک بیماری ہے"کتنا افسوس ہے کہ جس معاشرے میں شرم وحیاکو ایک بیماری کہا جاتا ہے وہاں باحیانوجوان کہاں پیدا ہونگے غیر مسلم افراد اور دین سے دور لوگ تمام کام چھوڑ سکتے ہیں لیکن بے حیائی,بے شرمی اور فحاشی والے کام نہیں چھوڑ سکتے

* ◆ حیا اللہ تعالیٰ کی صفت ◆ *

مزے اور لطف کی بات ہے کہ حیا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے چنانچہ حدیث شریف میں حضور ﷺ نے فرمایا"بے شک تمہارا پروردگار بہت حیا والااور کریم ہے اسے بندے سے حیا ئتی ہے کہ بندہ اس کے سامنے ہاتھ اٹھائے اور وہ بندے کے ہاتھ کو خالی لوٹادے"

ایک اور جگہ حدیث مبارکہ میں فرمایا گیا ہے " اور اللہ تعالیٰ کو سفید بالوں والے مومن بندے سے بھی حیا آتی ہے کہ اس نے پوری زندگی اسلام پر گزاری اب اللہ تعالیٰ عذاب دے"اللہ رب العزت کا حیاکرنا اسکے جود اسکے کرم اور اسکی عظمت سے ہے

* ◆ حیاء انبیا علیہ السلام کی صفت ◆ *

حیاءتمام انبیا صحابہؓ تابعین تبع تابعین اور نیک لوگوں کی صفت ہیں چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا"جب تو بےحیابن جائےتو جوچاہےکر"یعنی جب کسی کی شرم حیاختم ہوجائے تو پھرجیسے مرضی کام کرے اسکوشرمندگی نہیں ہوگی کیونکہ شرم ختم ہوچکی ہے

* ◆ حیاء کی اقسام ◆ *

علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے حیاء کی دس اقسام لکھی ہیں

()1حیاء* الجنایۃ*

یعنی بندے سے جب کوئی خطاہوجائے تواس پر اسے جو حیا آتی ہیں اسے "حیاء الجنایۃ"کہتے ہیں

()2حیاء* التقصیر*

یعنی کمی کوتاہی کی وجہ سے حیاء جیسے فرشتے قیامت کے دن اس بات پر حیاء کرے گئے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ویسے نہیں کرسکے جس طرح سے کرنی چاہئے تھی

()3حیاءالجلال

یعنی عظمت کی وجہ سے حیاءجیسے بندے کے دل میں اللہ تعالیٰ کی جتنی عظمت ہوگی اسکے دل میں اللہ تعالیٰ کی عزت اتنی زیادہ ہوگی

()4حیاء* الکرم*

یعنی کرم کی وجہ سے حیاء :جیسے سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہاکاولیمہ تھا صحابہؓ شمولیت کیلئے تشریف لائے اور کھانا کھاکر بیٹھ گئے اس طرح بات لمبی ہوگی اب حضورﷺ چاہتے تھے کہ وہ چلے جائے لیکن اس حیاء کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطافرمائی تھی نہ کہہ سکے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قران پاک کی آیت نازل فرمائی

"جب* کھاناکھالیا ہے تو اب گھروں کو جاؤ"*

()5حیاء* الحشمۃ*

یعنی کسی کے دبدبے کی وجہ سے حیاء جیسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے مسئلہ دریافت کرنا چاہتے تھے کہ مذی کی وجہ سے غسل کرنا فرض ہوتا ہے یاوضوکرناپڑے گااسلیے ان کا رشتہ ہی ایساتھا اوران کو پوچھنے کی ضرورت تھی.کیونکہ کثیر المذاتھےچنانچہ انھوں حضرت مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہاکہ آپ ﷺ کے پاس مسئلہ پوچھنے کے لئے جائیں جب انھوں نےمسئلہ دریافت کیاتوحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اسکے خروج پر فقط وضوکرناضروری ہوتاہے

()6حیاء* الاستحقار و استصفارالنفس*

یعنی کسر نفسی کی وجہ سے حیاء ایساہی جیسے بندہ اللہ سے دعامانگےاور دعامانگتے ہوئےاسےحیاء آتی ہےکہ میرے پاس عمل تو ہے نہیں اور کیاکیا مانگ رہاہوں

()7حیاء* المحبۃ*

یعنی محبت کی وجہ سے حیاء محبوب اپنے محب کو دیکھتا ہے تواس کے اندر ایک حیا محسوس ہوتی ہے یہ طبعی چیز ہے اس لئے اس "جمال* رائع"* کہاجاتاہے یعنی ایسا جمال جو دل میں گھر کرنے والاہو چنانچہ اگر یہ صفت بیوی کے اندرہو تو خاوند کو اسکاحسن زیادہ پسند آتاہے

()8حیاء* العبودیۃ*

یعنی بندگی کی وجہ سے حیاء جیسے وہ حیاء جس کی وجہ انسان اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرسکتا یہ حیاء محبت اور خوف کی ملی جلی کیفت کانام ہے

()9حیاء* اشرف والعزۃ*

یعنی [illegible] وہ حیاء جس سے انسان اللہ تعالیٰ کے احسانات کی وجہ سے اسکی نافرمانی سے گھبراتاہے

()10حیاء* المرء من نفسۂ*

یعنی انسانوں کااپنے آپ سے حیاکرنا کہ وہ تنہائی میں بھی کوئی ایسا کرے جوحیاء کے خلاف ہو

اللہ تعالیٰ ہمیں حیاء والی صفت کو اپنانے کی توفیق عطافرمائے اور ہمارے لئے دنیا وآخرت میں کامیابی کاذریعہ بنائے آمین

الیکٹرونک ڈیوائسز کے سائیڈ ایفیکٹس

طلحہ سرور

گراہم بیل نے جون 1875 میں پہلا فون ایجاد کیا جس کا بنیادی کام صوتی لہروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجنا تھا۔ ٹیلی فون کی ایجاد کمیونیکیشن کی دنیا میں انقلاب تھا اور اس کے بعد کمیونیکیشن کے شعبے میں گویا اک انقلاب آگیا 1890 میں ریڈیو ایجاد ہوا 1927 میں ٹیلی ویژن اور 1935 میں ریڈار ایجاد ہوا۔ کمیونیکیشن میں ایجادات کا سلسلہ جاری رہا اور 1973 میں کمیونیکیشن کا جدید ترین آلہ موبائل فون ایجاد کیا گیا اور اسے مشہور زمانہ کمپنی موٹرولا نے 1983 میں کمرشلی مینوفیکچر کیا اور پھر موبائل فونز عام شہریوں کے لیئے دستیاب ہو گئے اور سیل فونز کا ایک دور چلا ریڈیو موبائل فون میں شامل کیا گیا پھر میموری متعارف کرائی گئ اور2008 میں T-1 نامی کمپنی نے اینڈرائیڈ فون متعارف کرایا جس کے بعد سمارٹ فونز کی دوڑ شروع ہوئی اور اب تک جاری ہے اس لمبی تمہید کا مقصد موبائل فون کا بنیادی کام سمجھانا ہے۔ سمارٹ فون کو مارکیٹ میں آئے دس سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے اس کے منفی نتائج سامنے آنا شروع ہو گئے ہیں۔ جس میں بے خوابی, ڈپریشن, کمر کے پٹھوں کا درد, پٹھوں میں کھنچاو ,اعصابی کمزوری, نظر کی کمزوری اور سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کا محدود ہو جانا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے معاشرتی مسائل ہیں جن کی وجہ سمارٹ فون ہے۔ اس نے دنیا کو گلوبل ولج تو بنا دیا لیکن ایک ہی گھر میں موجود خونی رشتوں سے دور کردیا۔

روابط کی فراوانی رشتوں کی چاشنی کو کھا گئ اور میسجز خطوط کی خوبصورتی اور جواب کے دلکش تجسّس کو کھا گئے۔ جہاں فاصلے سمٹے وہیں احساسات مفقود ہو گئے اور اخلاقیات کا جنازہ نکل گیا۔ اسکے بعد سب سے زیادہ جو متاثر ہوا وہ بچے ہیں۔ بچے ٹیب اور موبائل کی سکرین میں اس قدر جھکے ہوئے اور محو ہوتے ہیں کہ انکو پہلی بات بھوک اور نیند کا احساس نہیں ہوتا اور وہ کمزور اور لاغر ہو جاتے ہیں دوسرا اسکرین پر جھکے رہنے سے پٹھوں کا کھنچاو سر درد نظر کی کمزوری جیسے مسائل جنم لیتے ہیں۔

تدارک۔

سب سے پہلے فون کو سہولت سمجھ کر استعمال کریں اور اسکا مثبت استعمال سیکھیں۔ فون کا سکرین ٹائم متعین کر لیں اور آدھے گھنٹے سے زیادہ فون کو مسلسل استعمال نہ کریں۔ لیٹ کر فون کو استعمال کرنے سے گریز کریں اور اندھیرے میں کم استعمال کریں آئی پروٹیکشن لازمی آن رکھیں۔ جلد کے مسائل سے بچنے کے لیئے سن بلاک کا استعمال یقینی بنائیں یہ آپکو جلد کے ڈل ہونے جھریاں پڑنے سے بچائے رکھتا ہے۔ ہمیشہ مثبت چیزیں دیکھیں اور شیئر کریں سوشل میڈیا پر چیزوں کو زیادہ سیریس نہ لیں یہ سٹریس کا باعث بنتا ہے۔ بچوں کو جتنا ہو سکے صحت مند سرگرمیوں میں مصروف رکھیں۔ اور انکی توجہ ہم نصابی سرگرمیوں کی طرف مبزول کروائیں۔

ایک بات جو کہنا مقصود تھی

زبیر اکرم مرزا، رحیم یار خان

میں پریشان ہو جاتا ہوں اکثر یہ پڑھ اور دیکھ کر کہ چھوٹے چھوٹے بچے ذہنی کرب کا شکار ہیں۔ ایساکیسے ہوسکتاہے ؟ایسے کیوں ہو رہا ہے ؟بہت غور طلب معاملہ ہے ۔بطور والدین و اساتذہ مجھے اور آپ کو جاننا ہوگا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ہم بڑوں کے رویوں کی وجہ سے ہمارے بچے اس ذہنی کرب سے گزر رہے ہیں ۔ہمارے سامنے روزانہ ایک نیا سانحہ یا حادثہ وقوع پذیر ہوتا رہتا ہے۔ کسی بچے نے خود کشی کر لی ،ماں باپ کی ڈانٹ پیٹ اور بے جا روک ٹوک سے دل برداشتہ ہو کر گھر سے بھا گ گیا ،جیسے بہت سے واقعات اخبار و دیگر ذرائع سے دیکھنے سننے کو ملتے ہیں ۔ہر وقت تنقید کرنے اور ڈانٹتے رہنے سے بچہ ذہنی تناؤ کا شکار ہو جاتا ہے۔ ایسے بچے نہ صرف پڑھائی میں کمزور ہوتے ہیں بلکہ کھیلوں میں بھی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ ہر وقت انہیں ناکامی کا خوف رہتا ہے اور پریشانی میں رہنا ان کا معمول بن جاتا ہے۔ احساسِ کمتری اور بے سکونی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

تقریباً ایک سال پہلے 2023 میں ایک خبر نے مجھ سمیت ہر دردِ دل رکھنے والے کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ۔ ایک 12سال کی بچی نے سکول کی عمارت کی تیسری منزل سے کود کر خود کشی کر لی ۔اُس بچی نے ایسا کیوں کیا ؟ وہ ایسے کون سے کرب سے گزر رہی تھی کہ اُس کو یہ قدم اٹھانا پڑا ؟اس کی وفات کے کچھ دنوں کے بعد اس کا خط منظر عام پر آیا تو ایسے بہت سے سوالوں کے جواب مل گئے اور بہت سے سوال وہ چھوڑ گئی ہم زندوں کے لیے۔ آپ ذرا وہ خط ملاحظہ فرمائیں۔

12 سالہ بچی کا خود کشی سے قبل لکھا گیا خط

مجھے اپنے والدین سے نفرت ہے کیوں کہ جب مجھے اور میری بہن کو سر درد تھا تو میری امی نے میری بہن کا خیال رکھا اور اسے کہا کہ ٹیوشن پر نہ جاؤ لیکن میری پرواہ نہیں کی اور مجھے ٹیوشن بھیجا۔جب میں ٹیب (Tab)استعمال کر رہی تھی تو میرے ابو نے مجھے ڈانٹا جبکہ میری بہن کو نہیں ڈانٹا۔پھر میری بہن ٹھیک سے کھانا نہیں کھا رہی تھی تو اس کو کچھ نہیں کہا لیکن جب میں ٹھیک سے کھانا نہیں کھا رہی تھی تو مجھے ڈانٹا گیا۔اور جب میں اوپر جا رہی تھی تو میری امی نے پھر مجھے ڈانٹا اور جب میں اپنے بھائی کے ساتھ کھیل رہی تھی تو میرے ابو نے مجھے ڈانٹا اس لئے میں اپنے والدین سے نفرت کرتی ہوں۔

میں خود کشی کرنا چاہتی تھی کیوں کہ میں زیادہ مضبوط نہیں ہوں۔

ذرا سوچیں، یہ بچی صرف 12 سال کی ہے 22 یا 32 سال کی نہیں۔اس بچی کا خط پڑھنے کے بعد آپ کو اندازہ ہوگیا ہو گا کہ وہ اندر سے کتنی ٹوٹ چکی تھی۔ اُس کو سہارے اور حوصلے کی ضرورت تھی جو اس کو والدین نے فراہم کرنا تھا لیکن وہ لوگ جنھوں نے اس کا حوصلہ بننا تھا وہی اس کی موت کی وجہ بن گئے۔بچوں کو تہذیب اور نظم وضبط سکھانے کے لئے مارنا پیٹنا عام بات ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ بچوں پر جتنی سختی ہوگی وہ اتنی ہی منظم زندگی گزارنے کے عادی ہوں گے۔اسی لئے والدین بچوں کو ڈانٹنے کے علاوہ مارنے پیٹنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اس عمل سے بچے سدھر جائیں گے۔ لیکن جدید تحقیق کچھ اور کہتی ہے۔ نئی تحقیق کے مطابق بچوں ڈانٹنا اور ان پر حکم چلانا ،انہیں مارنے سے زیادہ خطر ناک ہے۔ اس سلسلے میں ماہرین نے دو برس تک 950 طالبعلموں کا مطالعہ کیا۔

نتیجہ میں وہ بچے جن کو گھر میں ڈانٹا جاتا ہے،ان کا رویہ دوسرے بچوں سے مختلف تھا۔ ایسے بچے اداس اور کمپلیکس کا شکار ہوجاتے ہیں۔ محققین نے تجویز کیا ہے کہ بچوں کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آیا جائے ،ان کی ڈانٹ ڈپٹ اصلاح کے لئے ہونی چاہیے سزا کے لئے نہیں۔

بے ضابطگیاں

'ایک کامل بچہ' یا 'ایک کامل والدین' واقعی موجود نہیں ہیں۔ اپنے بچے کو سختی سے ڈانٹنا اسے سمجھ سے بالاتر ہو سکتا ہے۔ ہر بچے کے اپنے جذبات ہوتے ہیں، کچھ ان کا اظہار کرتے ہیں جبکہ دوسرے نہیں کرتے۔ سخت الفاظ کا استعمال جذباتی زیادتی کی ایک شکل سمجھا جاتا ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ چیخنا اتنا ہی برا ہے، اور بعض اوقات جسمانی زیادتی سے بھی زیادہ برا ہوتا ہے اور آپ کو ڈانٹنے کے نفسیاتی اثرات سے آگاہ ہونا چاہیے۔ بچے بھی بڑوں کی طرح ذلت، خوف، جرم، شرم، اضطراب اور تناؤ کے جذبات کا تجربہ کرتے ہیں۔ کچھ بچے نیند سے متعلق مسائل، نشوونما میں تاخیر، طرز عمل کے مسائل، سیکھنے کے مسائل، جذباتی مسائل اور سماجی تعلقات بنانے میں دشواری کا شکار ہو سکتے ہیں۔

تربیت یقیناً یہ ایک پیچیدہ اور اہم مسئلہ ہے، ہر ذمہ دار اور نگران پر اپنے متعلق ماتحتوں کی تربیت کا فریضہ عائد ہوتا ہے، اساتذہ کے ذمہ اپنے شاگردوں کی، شیخ کے اوپر اپنے مریدین کی، والدین پر اپنی اولاد کی، ان کی نفسیات کا لحاظ رکھ کر صحیح تربیت کرنا لازم اور ضروری ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، الا کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ. (مشکوۃ،ص:۳۲۰) (مسلمانو! تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کی بابت سوال کیا جائے گا) بچپن میں بچہ کے دل کی تختی چونکہ صاف شفاف ہوتی ہے۔پھر جیسے ماحول میں بچہ کی نشوونما ہوتی ہے ایسے ہی اثرات اس کے دل ودماغ پر نقش ہوجاتے ہیں اور عام طور سے اسی پر اس کی آئندہ زندگی کی تعمیر ہوتی ہے، لہذا مربی کے لئے ضروری ہے کہ وہ بچہ کے لئے خوشگوار ماحول مہیا کریں شریر بچوں سے الگ رکھیں۔ گھریلو زندگی میں بھی کوئی نامناسب بات یا غیر مہذب حرکت بچے کے سامنے نہ کریں، حرکات وسکنات میں بھی سنجیدگی ومتانت ہو، بول چال میں پیار ومحبت اور تنبیہ میں توازن اور اعتدال قائم رہنا چاہئے، تہذیب و شائستگی کا خیال رکھے، چونکہ غیر محسوس طریقہ پر تمام چیزیں بچہ کے اندر منتقل ہوتی ہیں،اور وہ جس طرح کوئی کام دیکھتا یا کوئی بات سنتا ہے، عملاً اس کو اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، بچہ کی اخلاقیات پر بھی خاص توجہ دی جائے، محبت میں اس کی عادتیں بگڑنا شروع ہوجاتی ہیں، شریعت مطہرہ نے ہر موقع پر اعتدال کی تعلیم دی ہے۔

بچوں کی تربیت کے عملی طریقے کیا ہیں؟ والدین اور اساتذہ کے لئے یہ بات جاننا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ تربیت بچے کو صرف لیکچر دینے سے نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ ایک وقت طلب، فکر طلب، صبر آزمااور مسلسل کرنے کا کام ہے۔ جو مستقل مزاجی سے انجام دینا پڑتا ہے۔ اور اس کے لئے موثر حکمت عملی کی ضرورت بھی پڑتی ہے۔ اولاد کی تربیت کے مختلف طریقے ہیں۔جو ایک دوسرے پر منحصر ہونے کے ساتھ ایک دوسرے سے لازم وملزوم بھی ہیں ۔تدریجاً ان میں ایک سے دوسرے کی طرف ضرورت اور وقت کے تقاضوں کے مطابق منتقل بھی ہونا پڑتا ہے۔ اور ان سب کو یکے بعد دیگرے ضرورت اور حالات کے تقاضوں کے مطابق آزمانا بھی پڑتا ہے۔

بچوں کی تربیت کا انداز کیسا ہو؟

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام میں ہمارے لیے مشعل راہ ہے اس لیے بچوں کی تربیت کے معاملے میں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ تربیت پیش نظر ہونا چاہیے۔

بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھلایئے اور مثبت انداز سے سمجھایئے:

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے (بقیہ اگلے صفحے پر)

جس سے بچوں کی دلجوئی کے ساتھ ساتھ تربیت کا سامان بھی ہوتا تھا۔چنانچہ ایک مرتبہ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا رہے تھے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پلیٹ میں کبھی اِدھر پڑتا، کبھی اُدھر۔رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس انداز سے سمجھایا کہ انہیں محسوس ہی نہیں ہوا کہ غلطی پر ٹوکا جارہا ہے یا آداب سکھائے جارہے ہیں،چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"يَا غُلَامُ، سَمِّ اللَّهَ، وَكُلْ بِيَمِينِكَ، وَكُلْ مِمَّا يَلِيكَ" اے بچے!جب کھانا کھاؤ تو اللہ کا نام لو،اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔
(صحیح بخاری:کتاب الاطعمۃ: باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین: حدیث 5376)
تربیت کرنے والوں کے لیے اس فرمان میں سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے کہ ابتداءً ٹوکنے کے بجائے کچھ آداب بیان کرنے کی وجہ سے انداز بھی مثبت رہا اور مقصود بھی حاصل ہوگیا یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میرے کھانے کا انداز ویسا ہی رہا جیسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا تھا۔
بوقت ضرورت ڈانٹ ڈپٹ بھی کی جائے:
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کو دیکھا جائے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دس سال رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارے لیکن کبھی بھی انہیں ڈانٹا نہیں گیاجس کی گواہی حضرت انس رضی اللہ عنہ خود دیتے ہیں۔(مسلم :کتابِ الفضائل: بَابُ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا: حدیث 2309)
اور اگر کہیں تربیت کے معاملے میں پیار ومحبت سے سمجھانا مؤثر نہ ہورہا ہو اور معاملہ فرائض کا ہو تو وہاں بطورِ تنبیہ ڈانٹ ڈپٹ کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے،چنانچہ فرمایا:"مُرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ، وَاضْرِبُوهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرٍ"یعنی اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کے ہوجائیں اور جب دس سال کے ہوجائیں تو نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے انہیں مارو۔
(سنن ابی داؤد:کتاب الصلاۃ:حدیث 495)
اللہ پاک ہمارے بچوں کی اچھی تربیت کے معاملے میں ہمارے معاون ومددگار پیدا فرمائے،اور انہیں معاشرے کا بہترین فرد بنائے۔آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اپیل برائے تعاون

جامعہ و مدرسہ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم

جس میں 40 کے قریب طلبہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید علوم بھی سیکھ رہے ہیں ۔ جن کے لیے تعلیمی اخراجات کی اشد ضرورت رہتی ہے ۔
دیگر اشیاء جو کہ ملبوسات ، کتابیں ، سٹیشنری ،علاج معالجہ وغیرہ کے اخراجات بھی درکار ہیں ۔
ہر صاحب استطاعت فرد سے حسبِ توفیق تعاون کی اپیل کی جاتی ہے ۔
مزید معلومات کے لیے منظّم : مفتی محمد ناصر شاہ جمالی صاحب سے رابطہ کر سکتے ہیں ۔

+92 315 2638025

قیام پاکستان میں طلبہ کا کردار

اکرام اللہ ، بونیر

طلبہ ہی کسی ملک کی ترقی اور زوال میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے جب طلبہ متحد ہوئے ہیں تو انہوں نے ہر ظلم کی دیوار کو پابند سلاسل کیا ہے طالب علم کی اہمیت جو کہ روز روشن کی طرح منور ہے وہ جن کے لیے فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں دنیا میں جہاں بھی انقلاب آئے ہیں چاہے خمینی انقلاب ہو یا فرانسیسی انقلاب خواہ دور جدید کے انقلابات ہوں سب میں طلبا نے بھرپور انداز میں حصہ لیا ہے
نام انقلابات جو کامیاب ہوئے ہیں طلبہ ہی کی مرہونِ منت ہیں۔اس میں مشہور تحریک آزادی یا تحریک قیام پاکستان ہے ۔قیام پاکستان میں طلبہ نے بھرپور انداز میں حصہ لیا اور طلبہ یونین جو اس وقت بحال تھی سیمینار مشاعرے اخبارات میں تحاریر وغیرہ شائع ہو کر اپنا حصہ لیا کرتے تھے طلبہ یونین نے طلبہ کو متحرک کر کے "گھر کا بھیدی مردہ باد اور پاکستان زندہ باد" کے نعرے لگوا کر جلسے اور جلوس میں اپنا حصہ ادا کر رہے تھے روز روز قائد اعظم کی تحریک اور علامہ محمد اقبال کی ویژن سے طلبہ کو متحد کر کے پاکستان کے نام سے (اور چوہدری رحمت علی کے نام) طلبہ میں شعور اور بیداری پیدا کرنا اور پاکستان کا حقیقی مفہوم پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے تحت طلبہ کو حقیقی اسلام اور غیر اسلامی تقاضوں سے ہم اہنگ کرنا تھا طلبہ کی شب روز محنت اور انتھک کاوشوں ،پڑھائی سے لگن ،طلبہ کو مزید پاکستان کے آزاد کرانے کے خواب کو مزید تقویت بخشی اتنے میں طلبہ قائد اعظم کے ساتھ جلسوں ریلیوں میں شرکت کر کے یہی نعرہ لگوا رہے تھے کہ "بن کے رہے گا پاکستان بٹ کے رہے گا ہندوستان" اب بھی طلبہ پاکستان کی سالمیت اور بقا کے لیے کوششیں اور کاوشیں کر رہے ہیں خواہ " تحریک ناموس رسالت" ہو تو طلباء نے جان کی نذرانے پیش کیے ہیں جیل کاٹی دارورسن کی سختیاں برداشت کی پھانسی کے پھندوں پر لٹکائے گئے لیکن طلبہ ایک انچ تک بھی ہل نہ سکے۔ قیام پاکستان سے قبل اگر صفحہ تاریخ کے اوراق پر نظر ڈالی جائے تو یہ بات سامنے اتی ہے کہ حکومت کی طرف سے طلبہ کے مسائل تھے کبھی طلبہ اغوا کرتے ، کبھی مار ڈالتے، کبھی شہید ہوا کرتے لیکن انتظامی طور پر طلبہ متحد تھے ان کی بنیادی وجہ طلبہ یونین

کی تحریک پاکستان میں طلبہ نے وال چاکنگ اور اشتہارات کے ذریعے سے یہ بات ہندوستان کے لوگوں کے دل و دماغ میں راسخ کر ڈالی تھی کہ ہمیں اسلام کے لیے مرنا ہے اور اسلام کے لیے زندہ رہنا ہے۔ طلبہ کو شاید اس بات کی احساس تھی کہ حکومت کو دیگر سیاست دانوں کے مقابلے میں طلبہ سے زیادہ ڈر لگ رہا تھا ۔قائد اعظم کو بھی اس بات کا احساس تھا کہ اب وقت تقریروں اور تحریروں کا نہیں بلکہ عمل و حرکت کا وقت ہے اور یہی عمل و حرکت کا دوسرا نام طلبہ یونین ہے طلبہ نے دشمن کے عزائم کو خاک میں ملایا طالب علم کو ایک مضبوط اور مستحکم نظام تعلیم کی ضرورت تھی اس لیے طلبہ نے پاکستان کے لیے

ضرورت تھی اس لیے طلبہ نے پاکستان کے لیے جدوجہد کرانا ضروری سمجھا اگر ایک طرف دشمن طلبہ کی صف آرائیوں میں گاندھی کی لٹریچر کی تشہیر کرنا چاہتے تو دوسری طرف طلبہ جو کہ اسلام پسند طلبہ پر محیط تھی انہوں نے امام سید ابو الاعلیٰ مودودی رحمتہ اللہ علیہ کے لٹریچر کی تشہیر کرا دی اس کے علاوہ نیشنلزم سوشلزم کی تحریکوں میں بھی طلبہ یونین اور طالب علموں نے حد درجہ اہم کردار ادا کیا اور اج پاکستان کی بقا اور سالمیت کے لیے طلبہ ہی روز اول سے محنت کر رہے ہیں ۔

رابعہ ذولفقار ، گوجرانولہ

مشکل کسی نوعیت کی بھی ہو آسانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔اگر آپ اپنے گھر والوں سے تنگ ہیں، سسرال سے تنگ ہیں، جاب سے تنگ ہیں، ہاسٹل سے تنگ ہیں،اس صورت حال میں دعا کر لیں، کیونکہ ہمارا رب کہتا ہے:
ادعونی استجب لکم
مجھے پکاروں میں تمھاری "دعائیں قبول کرتا ہوں"
(المومن:)60 دعا کر لیں یا اللہ ان لوگوں کی محبت میرے دل میں ڈال دے ۔جن سے مجھے چڑ ہے بیزاری ہے، جن کی وجہ سے میں کچھ نہیں کر پاتی یقین کریں معاملہ آسان ہو جائے گا،خرابی پتہ کب آتی ہے جب ہم یہ دعا نہیں کرتے کہ یا اللہ ان دلوں کو میرے لیے مسخر کر دے،مجھے ان کے لیے کار آمد بنا دے،اپنے ماحول کی صحت کے لیے بھی دعا کریں، بہترین زندگی کے لیے دعا کریں، شرح صدر کے لیے دعا کریں، دعا کریں کہ الٰہی مجھے لوگوں کے لیے نفع مند بنا دے جب مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہم اکثر فرار حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ہمیں ڈٹ کے مقابلہ کرنا چاہیے، مشکلات تو آتی ہی ہمیں کُندن بنانے کیلئے ہیں ، جن سے ہم تنگ ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے دل برداشتہ رہتے ہیں ،

اگر ہم ان کی ایک لسٹ بنا لیں کہ کون کون مجھے تنگ کرتا ہے؟میں کس کس سے پریشان ہوں جو میری صحت خراب کر رہا ہے۔پھر ہر اس ٹیڑھے انسان کے لیے دعا کر لیں۔ وہ سیدھا ہو جائے گا ۔یا ہمارے دل سے نکل جائے گا اور ہم سکون میں آجائیں گئے ۔جب ہم معاملہ اللہ کے سپرد کرنے کی بجائے خود سلجھانے کی کوشش کرتے ہیں ،تو ایسا ہوتا ہر وقت وہ ہمارے سر پر سوار رہتا ،فلاں نے میرے ساتھ یہ کیا تو میں اس کے ساتھ اس طرح پیش آؤنگی ،فلاں نے میری بات کا مان نہیں رکھا میں کیوں اس کی ہاں میں ہاں ملاؤں ،ان سوچوں کے ساتھ ،ان انتقامی رویوں کے ساتھ ،ان نفسیات کے ساتھ ہم کچھ نہیں کر سکے گئے۔ذہنی سکون کے لیے، صحت مند زندگی کے لیے ،رشتوں کو بچانے کے لیے،اللہ کے آگے سجدہ ریز ہونا ہے اور یہ دعا کرنی ہے۔
"اللهم لا سهل الآ ما جعلته سهلا وانت تجعل الحزن سهلا اذا شِئتَ"
اے اللہ ! کوئی کام آسان نہیں مگر جسے تو آسان کر دے اور جب تو چاہتا ہے مشکل کو آسان کر دیتا ہے۔
(صحیح ابن حبان: 974)

مفید طبی مشورے

حکیم شکیل حفی
مینگورہ ،سوات

آج کل موسم سرما عروج پر ہے سردی کی شدت سے کمزور اعصاب کے افراد متاثر ہوتے ہیں خصوصاً بچے اور عمر رسیدہ لوگوں کو بہت سی بیماروں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن میں سر فہرست خشک اور بلغمی کھانسی کے ساتھ نزلہ زکام جیسی موسی بیماریاں شامل ہیں آج ہم انہیں بیماروں کے متعلق گفتگو کریں گے ، اگر خشک کھانسی کے ساتھ گلے میں درد اور سوجن کی شکائیت ہو تو سونف اور ملٹھی کا قہوہ بنا کر پئیں ۔

قہوہ تیار کرنے کا طریقہ

قہوہ تیار کرنے کا طریقہ انتہائی آسان ہے کسی برتن میں یا چائے پکانے والی دیگچی میں ایک گلاس پانی اور آدھا چمچ سونف ڈال دیں اور ایک چمچ مقدار ملٹھی شامل کرکے دھیمی آنچ پر 10 منٹ تک پکائیں

ترکیب استعمال

ایک تہائی حصہ پانی پک کر کم ہو جائے تو حسب ذائقہ چینی ملا کر آدھا قہوہ گرم گرم پییں پھر 6 گھنٹے بعد بقیہ قہوہ بھی گرم کر کے پی لیں ، سانس کی نالیوں کی تنگی کی وجہ سے ہونے والی خشک کھانسی کا مجرب علاج ہے ،،

اسی طرح کچھ آفراد خصوصاً بچوں کو سردی کی وجہ سے بلغمی کھانسی بہت ہوتی ہے پھیپڑوں میں بلغم کی کثرت سے بار بار کھانسی کا دورہ پڑتا ہے ان کے لیے دار چینی اور لونگ کا حسب سابقہ ترتیب سے قہوہ تیار کریں، ایک گلاس پانی تقریباً آدھی چمچ دار چینی اور چند دانے لونگ شامل کرکے درج بالا طریقہ سے قہوہ تیار کرلیں ، صبح دوپہر اور رات سوتے وقت نیم گرم کر کے پییں ،، ابتدائی نمونیہ پسلی کے دردد اور بلغمی کھانسی کا شافی علاج ہے ،،

پرہیز

ٹھنڈے پانی سرد اشیاء ، بازاری تلی ہوئی چیزیں مچلی پکوڑے سموسے وغیرہ اور دہی بھلے اچار چٹنی بادی غذاؤں خصوصاً چاولوں سے پرہیز ضروری ہے ،

مزید معلومات کے لیے رابطہ کر سکتے ہیں
حکیم قاری شکیل حفی
qarishakeelhafi@gmail.com
WhatsApp number
03133330512

محمد طفیل بن انور ، مردان

مذہب
فلسفہ سائنس

جب کوئی انسان اس وسیع و عریض کائنات میں آنکھ کھول کر اپنے آپ کو اس کائنات کے درمیان کھڑا پاتا ہے تو بالکل قدرتی طور پر اسکے ذہن میں یہ سوال آتا ہوگا کہ

میں کیا ہوں ؟

یہ کائنات کیا ہے ؟

اور میرا اس کائنات کے ساتھ تعلق کیا ہے ؟

میں کہا سے آیا ہوں ؟

اور مرنے کے بعد میں کہا جاؤگا ؟

بظاہر تو یہ سوالات ایسے ہے جنکے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتےاور نہ کسی بورڈ پران سوالات کے جوابات لگے ہوئے نظر آئے گے جہاں ان کے جوابات لکھیں گئے ہوں آخر یہ سوالات کیا ہیں اور انکے جوابات کیسے تلاش کئے جاسکتے ہیں؟
مفکرین کا عام خیال ہے کہ مذہب فلسفہ اور سائنس ان سوالات کے جوابات دینے سے وجود میں آیا ہے اور انکا کہنا کہ ان جوابوں میں ایک تاریخی ربط پایا جاتا ہے کہ ابتدامیں جب فکر انسانی عہد طفلی سے گزر رہی تھی تو انسان یہ سمجھتا تھا کہ بہت سے چھوٹے چھوٹے خدا اس کائنات کے انتظامات کر رہے ہیں مثلا یونانی دیو مالا کائنات کی ہر قوت کے پیچھے کسی دیوی یا دیوتا کا ہاتھ کار فرما دیکھتی تھی دیوتاؤں کی یہ مجلس آسمان پر بیٹھ کر اس دنیامیں ہونے والے واقعات کا فیصلہ کرتی ہے اب بھی بہت سے لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہے لیکن ذہنی بلوغت سے عام طور پر یہ نظریہ ترک کیا جاچکا ہے ۔

فکر انسانی کا یہ عہد طفلی جب ختم ہوا اور عفوان شباب کا زمانہ آیا تو کائنات کی واقعات کی توجیہ میں دیوی اور دیوتاؤں کی جگہ مادہ شعور وغیرہ قسم کے مابعدالطبعیاتی تصورات نے لے لی یہ زمانہ فلسفے کا زمانہ تھا اس زمانے میں مابعد الطبیعیاتی نظاموں اس کائنات اور انسان کے بارے میں مربوط اور مکمل قسم کے نظام پیش کئے جنکے متعلق یہ سمجھا گیا کے کائنات کے مسئلہ کا حل ان نظاموں میں پوشیدہ ہے اور ہر واقعے کی توجیہ ان نظاموں کی مدد سے ممکن ہے یونانی عہد میں ارسطو اور افلاطون اور زمانہ جدید میں ہیگل کے نظام اس قسم کی عقلی توجیہات کی مثال کی حیثیت سے پیش کیا جاسکتے ہیں لیکن یہ عہد بھی اقتضائے زمانہ کیساتھ ختم ہوگئے
اسکے بعد جب انسانی فکر کو بالیدگی اور پختگی نصیب ہوئی تو اس نے کائنات اور اس کے صحیح پس منظر میں دیکھا شروع کیا یہ دور دورِ جدید ہے اور اس میں واقعات کی توجیہ غیر مرئی تصورات یا نظاموں کی مدد سے حل کرنے کی بجائے ان حقائق کی معرفت حاصل کی جاتی ہے جس کو انسان بچشم خود دیکھتا ہے اور جن کے بنیاد پر وہ علات اور علم جیسے سائنسی قوانین وضع کرتا یے سائنسی طریقے کہ اس نئے تصور نے ایک طرف مابعدالطبعیاتی نظاموں کی بے وقعتی کا پول کھول لیا اور دوسری طرف مذہب کی ضرورت کو اس طرح باطل کردیا کہ اب انسان کو ان بنیادی سوالوں کا جن کا ہم نے اوپر تذکرہ کیا ہے جواب دینے کے لئے کسی مافوق الفطرت ہستی کے اقرار کی حاجت نہیں ۔

سائنس، فلسفہ اور مذہب یہ تینوں اقالیم ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے رہے ہیں،
اثر اندازی کی صورت بعض اوقات تعاون کی شکل اختیار کرتی رہی اور بعض اوقات پرکار کی مثلا فلسفے نے مذہب کے لئے منقلی بنیادوں پر دفاعی نظام تیار کیئے اس لئے نہیں کہ وہ مذہب کی جگہ لے لیں بلکہ اس لئے کہ مذہب قبول کرنے میں عقل خارج نہ ہو یعنی لوگ غلط نہی کی وجہ سے فلسفیانہ نظاموں کو مذہب کا بدل قرار دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ فلسفے نے وہی کام سرانجام دیا ہے جو اس سے قبل مذہب کا تھا۔ مذہب ، فلسفہ اور سائنس کے متعلق غلط نہی دو طرح کی ہے، ایک یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ مذہب ، سائنس فلسفہ تینوں ایک ہی قسم کے بنیادی سوالوں کے جواب میں پیدا ہوتے ہیں اور ثانیا مذہب، فلسفہ اور سائنس تینوں ایک ہی قسم کے جواب فراہم کرتے ہیں ۔ مذہب ، فلسفیانہ اور سائنسی سوالات کو ایک ہی قسم کے سوالات سمجھنے کا رجحان عام ہے اور کیا خاص اور کیا عام سب ہی اس غلط نجی کا شکار ہیں مدھمی سائنسی اور فلسفیانہ جوابات کو تو شحض پیرایہ بیان کا اختلاف سمحتے ہیں یا یہ سمجھتے ہیں کہ فلسفہ اور مذہب کلی جواب فراہم کرتے ہیں اور سائنس جزئی۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی دریافت کرے کہ پانی کیسے بنا اور اس کا جواب دیا جائے کہ پانی خدا نے بنایا ہے تو یہ جواب اس سوال کے ایک خاص معنی کا جواب ہے۔

محمد عاطف قادری ،راولپنڈی

(میں محمد عاطف قادری ایک اسلامی روحانی مشن کا بھی حصہ ہوں جس کا مقصد نوجوانوں کو ذکر قلبی کی تعلیمات سے آگاہ کرنا ذکر قلبی سے باطنی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے ہم واٹس ایپ پر ذکر اللہ آڈیو فائل شئیر کرتے ہیں جسے ہینڈ فریز لگا کر سننا ہوتا ہے ساتھ دل میں ذکر کرنا ہے جس سے اس پرفتن دور میں نوجوانوں کو باطنی پاکیزگی حاصل ہوئی اور فیڈبیک بھی ہے)

علامہ محمد اقبال رحہ نے اس نظم میں ذکر و فکر کی دعوت دی ہے جو اپنا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی معرفت کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں ذکر الٰہی سے باطنی روحانی بیداری کیسے حاصل ہوتی ہے اس متعلق علامہ محمد اقبال رحہ نے کئ اشعار لکھے کلام اقبال رحہ میں لفظ خودی سے مراد انسان کا باطن ہے باطنی بیداری سے ہی انسان معرفتِ الٰہی حاصل کرسکتا ہے

علامہ محمد اقبال رحہ
ضرب کلیم ۔
ذکر و فکر

یہ ہیں سب ایک ہی سالک کی جستجو کے مقام
وہ جس کی شان میں آیا ہے عَلّم الاسما

معانی: سالک: چلنے والا ۔ علم الاسما: آدم کو جن چیزوں کے نام سکھائے گئے ۔

مطلب: سالک یعنی حقیقت کی تلاش کے راستے دو ہیں ایک ذکر کا اور دوسرا فکر کا ہے ۔ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے علم الاسما کی صفت سے نوازا ہے ۔ بلکہ سارے انسانوں کو نوازا ہے بشرطیکہ وہ اس انعام خداوندی کو سمجھ کر تلاش حقیقت میں نکلیں جو سالک ذکر کا یا عشق کا راستہ اور مشاہدے کا طریقہ اختیار کرتے ہیں تو وہ اپنے مقصود کو یقین کی حد تک پا لیتے ہیں ۔ اس کے برعکس جو عقل کی راہ پر گامزن ہوتے ہیں حقیقت میں ان میں سے بعض پر منکشف ہو جاتی ہے لیکن مشاہدہ نہ ہونے کے اعتبار سے یقین کامل کا پاؤں بعض دفعہ لغزش کھا جاتا ہے

مقامِ ذکر کمالاتِ رومی و عطّار
مقامِ فکر مقالاتِ بو علی سینا

ذکر اور فکر میں امتیاز اور فرق کی مثال دیتے ہوئے علامہ رومی اور عطار کو اہل ذکر کے نمائندوں کے طور پر پیش کرتے ہیں جنھوں نے مشاہدہ حق کا مقام حاصل کیا ہے اور بو علی سینا کو جس کی عقل پر مبنی تحریریں مشہور ہیں اہل فکر کے نمائندوں کے لہاظ سے متعارف کرایا ہے ۔ حقیقت اس گروہ کے لوگوں کے ہاتھ بھی لگی ہے لیکن وہ دیدار اور مشاہدہ سے محروم ہیں ۔

مقامِ فکر ہے پیمائشِ زمان و مکاں
مقامِ ذکر ہے سُبحان ربیِ الاعلیٰ

معانی: فکر: سوچ ۔ پیمائش: ناپ تول، اصل معلوم کرنا ۔ زمان و مکان : مقام اور وقت ، زمانے کی حدیں ۔ سبحان ربی الاعلیٰ: میرا بلند مرتبہ پروردگار پاک ہے ۔ مقامِ ذکر: ذکر کی شان ۔

اہل فکر زمان و مکان کے حدود میں پابند رہتے ہیں وہ اس مادی جان اور اس عالم شش جہات کے متعلق ہی غور و خوض کرتے رہتے ہیں ۔ اس جہان کے پیچھے یا آگے کیا ہے وہاں کے حقائق تک ان کی رسائی نہیں ہوتی ۔ ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں کا راز صرف اہل ذکر کو معلوم ہوتا ہے اور وہ اللہ کی پاکی بیان کر کے اور اس کے ذکر کی مختلف صورتیں اختیار کر کے اس جہان مادہ کے پس پردہ جو حقیقت ہے اسے پا لیتے ہیں ۔ صفات کے بت کدہ کو توڑتے ہوئے دیدار ذات کی منزل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور یہ سب سے اعلیٰ برتر اور حقیقت پر مبنی مقام ہے ۔

ادب الحکمہ

افسانہ: جسم کی حد اور روح کی وسعت

عامر شہزاد، چنیوٹ

مجھے روٹی چاہیے"بشر فقیر نے بے اعتنائی سے جواب دیا۔
"لیکن مجھے جواب کی کھوج ہے"اسفند بولا۔
مگر" میرا سوال روٹی ہے"فقیر نے پھر کاسہ پھیلایا
جسم" اور روح کے درمیاں میں کیا "ہے
"روٹی" بشر فقیر ہنستے ہوئے بولا
روٹی۔۔۔۔اور" روٹی سے آگے"
" آگہی "
ہاں" مگر جسم کی حد اور روح کی "وسعت۔۔۔۔۔۔؟
میں" نہیں جانتا کہ جسموں کی حد کہاں سے شروع ہوتی اور روح کی سانسیں کہاں پہ رک جاتیں
لیکن مجھے درک ہے کہ جسم روٹی چاہتا اور "روح۔۔۔۔ناچ فقیر نے بات ختم کی اور کاسہ پھیلا دیا"مجھے روٹی "دو
آسمانوں سے پھوٹتی دھوپ نے دھندھ میں ڈوبے اور کہر میں لپٹے شہرِ بے جاں کے وجود میں حیاتی کا ارتعاش پھونک دیا تھا
رات کی سیاہی میں کملائے ہوئے بازار،آدم زادوں کی سانسوں اور گھوڑوں کی ٹاپوں سے کھلکھلا اٹھے تھے غرضمندوں کے اترتے ہوئے بے ہنگم ہجوم میں اک بوڑھا فقیر "بشر" کسی ان کہی بات پہ ہنستا،روٹی کے نوالے چباتا,
آج پہلی بار اس راہ پہ چل رہا تھا جو اپنے راہ رو کو شہر بدر کر دیتی تھی۔
اس شہرِ بے جاں کی گلیوں کی گرد چھانتے ہوئے بشر کو کئیں مدتیں بیت چکی تھیں
بشر دن چڑھنے سے پہلے مسجد کی سیڑھیوں پہ جا بیٹھتا اور شام کی سرمئی پھیل جانے سے کچھ دیر بعد مندر کی سیڑھیوں کے نیچے اک پرانے,بوسیدہ کمبل میں لیٹ جاتا
شہر میں کوئی ایسا بوڑھا یا جوان نہ تھا جس نے بشر کو کبھی مسجد میں سجدہ کرتے یا مندر میں پوجا کرتے دیکھا ہو
بشر کون اور اسکا خدا کون تھا, بشر سمیت یہ معمہ کبھی کس پر منکشف نہ ہوا.
وہ بوڑھے جنھوں نے پہلی بار بشر کو اس شہر میں دیکھا,وہ تمام مرگ کی تنہائیوں میں کھو چکے
اور بشر کو دیکھتے دیکھتے کتنی ماوں کے دودھ پیتے بچے جوان ہو چکے تھے۔
سانپ اور پانی کی طرح فقیر کا بھی کوئی دیس نہیں ہوتا اسی شہر کی گلیوں میں،چوراہوں میں اور معبدوں میں بشر نے کئیں سانسیں لی تھیں لیکن آج وہ اس شہر کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ رہا اور اسفند کے سوال کی بازگشت اب بھی اسکے کانوں میں گونج رہی تھی
جسم" کی حد۔۔۔؟ روح کی "وسعت۔۔۔۔۔؟
لیکن اب اسکے پاس اس سوال کا جواب روٹی نہیں تھا
اگر" روٹی سچ ہے تو جوگ کیا ہے اور میں سوداگری چھوڑ کر اتنے سالوں سے کیوں بھٹک رہا "ہوں
شہر کے بڑے بازار سے پیچھے امرداس کی دوکان کے پاس سے گزرتے ہوئے
اسے خیال آیا تھا کہ وہ بھی کبھی ایسے ہی تڑکے اٹھتا اور سوداگری کو نکلتا تھا
وہ" وقت جب میں بشر سوداگر تھا اور یہ وقت جب میں بشر فقیر ہوں، تو فرق کیا "ہے
برسوں کی اس ریاضت کے باوجود بھی میرا وجود روٹی کے اک ٹکڑے سے بے نیاز نہیں ہو سکا
ساڑھی کو سمیٹے,کولھے چھنکاتی اور ناف لرزاتی ناڑیوں کو دیکھتے میں اب بھی ہیجان زدہ ہو جاتا ہوں
آج بھی۔۔۔۔۔۔۔مندر کی سیڑھیوں کے نیچے،بوسیدہ کمبل میں ٹھٹھرتے ہوئے
جب رات کے کسی پہر میری آنکھ کھلتی ہے اور نیند مجھ سے کوسوں دور بھاگ جاتی ہے تو میں سالوں پہلے گزری اس رات کے خمار میں کھو جاتا ہوں
"دھند میں ڈوبی ماگھ کی پہلی رات کا وہ لمحہ جب دیپ کی لَو نوریہ کے آدھ برہنہ بدن پہ پڑھتی
اور اسکا جوبن روشنی کا منبع محسوس ہوتا اور وہ ہیجان زدہ نظروں سے مجھے دیکھتی تھی
سانسوں کی تیزی سے دھڑکتے اسکے ابھاروں سے میرا ہاتھ بہت نیچے تک پھسل گیا تو اسنے جنسی تلذذ سے بھرپور اک سرگوشی کی"بشر۔۔۔۔۔۔مجھے تمام سیمائیں پار کرنی "ہیں
اور اسکے بعد میرے اور اسکے درمیان کوئی سیما باقی نہ رہی تھی"۔

جوگ کی تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ چکا اور نروان کی مٹی اسکی مٹھیوں سے پھسل رہی تھی
وہ چینختے ہوئے بولا فرق" کیا "ہے؟
شائید" ایسا ہی فرق جو مندر اور مسجد کی سیڑھیوں میں "ہے راہ چلتا بشر فقیر خود کلامی کرتے ہوئے خود سے گویا ہوا۔
مگر" مجھے تو وہ دونوں سیڑھیاں ایک ایسی لگتی ہیں
دو ایسی راہیں جو کسی ان دیکھی حقیقت کی طرف مڑتی ہیں"۔

سچ کی بے مراد راہوں کو کھوجتے بشر کا شباب ڈھل چکا اور حیاتی کی اندھیر راہوں میں صدیوں کی مسافت طے کرتے کرتے اسکا بدن کملا گیا تھا
پوہ پھوٹنے،کہر گرنے اور گرمی کی شدت ایسی بہت سی رتیں اسکے نحیف بدن نے برداشت کی تھیں۔

کبھی کسی شام جب وہ مندر کو لوٹ رہا ہوتا یا کسی گھر کے باہر روٹی کے لئے دست سوال پھیلائے ہوئے ہوتا تو پردیس سے دیس کی جانب پلٹتی کونجیں اسکو پھر اسی جگہ پہ لا کھڑا کرتیں
جب وہ گھر سے نکل رہا تھا اور نوریہ چینخ چینخ کر اسے نہ جانے کی قسمیں دے رہی تھی
اور اسنے آخری بار چینختے ہوئے کہا نور۔۔۔۔مجھے" حیاتی کے اندھے چرکھے کے پھیروں سے مکتی پانی "ہے
اور پھر وہ سچ کی بے انت راہوں پہ چل نکلا , ہمیشہ کے لئے جاتے محبوب کی کمر کو آخری بار دیکھتے ہوئے نوریہ نے روتے ہوئے کہا
بشر۔۔۔۔۔۔۔۔بشر" زندگی کا سچ جوگ نہیں بلکہ سنجوگ ہے, بشر۔۔۔۔۔۔۔مجھے سہاگن نہ "چھوڑو
سیماوں کی لطافتوں سے خود کو معطر کرنے والی نوریہ چینختی رہی
بشرررر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!" "بشرررررر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!
لیکن بشر سنجوگ کی راہوں کو تیاگتا جوگ کے دشت بے مراد میں اتر چکا تھا اور پھر کبھی واپس نہ پلٹا
اب بھی جب وہ ڈوبتے سورج کے ساتھ کونجوں کو گھر کی جانب پلٹتے دیکھتا تو نوریہ کی آخری دہائی کی بازگشت اسکے کانوں میں گونجنے لگتی
اسکے جوگ کے منکے تھرتھرانے اور مقدس خواب بکھرنے لگتے
اور وہ خود سے وہی سوال کرتا جس سوال کی کھوج نے اسے بشر سوداگر سے بشر فقیر بنا دیا تھا

بشر فقیر شہر سے باہر نکل کر ڈکھن کی طرف مڑتی پکڈنڈی پہ ہو لیا
دو راتیں کٹ گئیں۔۔۔۔دو اور ۔۔۔۔۔اور نہ جانے پھر کتنی اور,
پھر اک صبح شہر سے باہر کچھ چند کوس کی مسافت پر درختوں کے اک جھنڈ کے نیچے سے
بو پھیلنے لگی,ایسی بو جس میں اجل کی ناگواری اور مرگ کی وحشت تھی
سمے کے گزرتے پھیر کے ساتھ بو بڑھتی گئی,موت کی ہیبت نے چار سو لپیٹ میں لے لئے
پھر سپاہی آئے۔۔۔۔۔۔چند گھنٹوں کے بعد اک لاش شہر کے چورائے میں پڑھی تھی
شہر میں کہرام مچا تھا،پنچھی پرواز بھول گئے،اسفند چینخ رہا اور شہر کی بوڑھیاں سینہ کوبی کر رہی تھیں
بشر" فقیر مرگ کی آغوش میں,نروان سے بے پرواہ,موت کی میٹھی نیند سو رہا تھا"۔

ادب الحکمہ

احمد حسین زرگر، خوشاب

خوشی

اماں جی کی یہ روٹین تھی کہ جب بھی میں سردیوں کی چھٹیاں آتا وہ پستہ بادام اور اس جیسی اور اشیاء اکٹھی کرنا شروع کر دیتیں تا کہ جاتے سمے کوئ لڈو وغیرہ بنا کے مجھے دے دیے جائیں, اب کی بار بھی آیا تو ماں جی نے چیزیں اکٹھی کرنی شروع کر دیں, اسی سلسلے میں ہم ماں بیٹا بازار سے چیزیں اکٹھی کر رہے تھے تو کچھ چیزیں بیکری سے اٹھاتے سمے چند خانہ بدوش بچے بھاگتے بھاگتے بیکری میں داخل ہوئے اور آتے ہی ایک پیسٹری کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ انکل یہ کتنے کی ہے انکل نے کہا تیس روپے کی, تو ان میں سے ایک بچے نے بند مٹھی کو کھول کے دیکھا تو اس کی مٹھی میں چند سکے تھے وہ بچہ مٹھی بند کرتا دنیا جہاں کی بے بسی اور معصومیت سمیٹتا واپس جانے لگا تو میں نے اسے بلایا کہ چھوٹے ادھر آؤ, وہ آیا تو میں نے کہا پیسٹری کھانی ہے؟ اس نے اثبات میں سر ہلایا تو میں نے اس بیکری والے سے کہا کہ ایک پیسٹری بھی دے دیجیئے گا جب اس نے پیسٹری دی تو میں نے وہ اس بچے کو پکڑا دی, پیسٹری کے ہاتھ میں آتے ہی اس کی آنکھوں میں ایک بلا کی سی چمک ابھری, اس نے ممنونیت سے میری جانب دیکھا اور بھاگتا بنا, اس کی آنکھوں میں آئ وہ چمک اور ممنونیت مجھے جیسے سارے جہان کی خوشی تھما گئ مجھے لگا جیسے میں نے کوئ بہت بڑا کام کر دیا ہو ان تیس روپے جیسی خوشی شاید مجھے آج تک میسر نہیں آئ تھی, اس کے بعد سے میں نے جانا کہ عبادات کی اپنی چاشنی اپنا سکون ہے پر جو خوشی اور سکون کسی کی مدد کر کر آتا ہے وہ بیان سے باہر ہے, زندگی میں جب بھی آپ بے سکونی کی کیفیت محسوس کریں تو باہر نکل کے کسی حاجت مند کی حاجت پوری کر دیا کریں یقین مانیں آپ کو جو سکون میسر آئے گا وہ آپ کے بیان سے بھی باہر ہو گا...

ے درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو,
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

ضروری بات

ہمیں ماہنامہ میں لکھنے کے لیے نئے لوگوں کی ضرورت ہے ۔ کوئی دوست جو لکھنے کا شوقین ہے یا لکھتا ہے ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اور نئے لوگوں کو ترجیح دی جائے گی ۔

مذہب
سائنس
فلسفہ
سیاسیات
صحافت
اردو ادب
جدید سکلز
میڈیکل

آپ ان میں سے یا کسی بھی دوسری صنف میں تحریر فرماتے ہیں تو ہمیں اپنی تحریر ٹیکسٹ کی صورت میں لکھ بھیجیے ۔ یا ہمارا فیسبک پر گروپ جوائن کریں ۔

چیف ایڈیٹر : اطلس علی الحنبلی
+92-316-4133009

ہم سخن ور

زبیر حمزہ ، گوجرانولہ

غزل

اب بھی لیلیٰ نہیں پہچانتی ہائے ، ہم کو
ایک عرصہ ہوا اِس دشت میں آئے ہم کو

جیت بھی جائیں عزیزوں سے تو اُس جیت پہ خاک
حکم کے درجے پہ ہے آپ کی رائے ہم کو

اب تو ہم تاک میں ایسے کسی چالاک کی ہیں
جو بنائے تو دوبارہ نہ گرائے ہم کو

ساری منہ زور ہوائیں ہیں کھڑی اُس کے حضور
جانتی ہیں کہ وہی پھونک بجھائے ہم کو

کھنچتے جاتے ہیں وہ اب کوئے بتاں کی جانب
جو یہ کہتے تھے کہ اللہ بچائے ہم کو

ایسا ایسا ہے ہمارے شُرفا کا دستور
شرم آنی تو اُنہیں ہو ، مگر آئے ہم کو

گلستانوں میں ، بیابانوں میں ، کہساروں میں
کوئی چہرہ نہ دِکھے آپ سوائے ہم کو

منہ پہ تو ہے کہ " بہت ہو گیا ، بس بھی کر دو "
دل میں یہ ہے کہ زبیر اور سنائے ہم کو

منقبت مولا علی ع

صد عجز و صد نیاز ، بصد احترام پیش
در ، بارگاہِ فاتحِ خیبر سلام پیش---

بھیجا کیے درود نفس در نفس ، سو ہم
روزِ جزا ہوئے بہ دلِ شادکام پیش

ہم اہلِ غم کریں گے شفاعت کے واسطے
آنکھیں بخدمتِ شہِ عالی مقام پیش

"سراب"

رات ، آسیب کی مانند چمٹتی ہوئی رات
رفتہ رفتہ مرے سینے میں کھبی جاتی ہے
نا امیدی ہے کہ بے ربط لکیروں کی طرح
ذہن اور آنکھ کے مابین کھنچی جاتی ہے

اور یہ دشتِ تمنا میں بلکتا ہوا میں
میں جو خوابوں کی صداقت پہ یقیں رکھتا تھا
خاکِ جذباتِ شکستہ سے تیمّم کرکے
میں جو امید کے چرنوں میں جبیں رکھتا تھا

ہنس رہا ہوں کہ وہ آغازِ سفر کا لمحہ
کس دل آرائی سے آیا تھا لبھانے کے لیے
اور میں پھر بھی چلا آیا ہوں گرچہ مجھ سے
دام دنیا نے سب اقدام اٹھانے کے لیے

راہ در راہ وہی خواب ، سراب ، اور سراب
وہی اقرار کی بھوک اور وہی اظہار کی پیاس
وہی حسرت کی ڈگر اور وہی وحشت کا سفر
وہی دھوپ اور وہی شربتِ دیدار کی پیاس

اپنی ہر کوششِ ناکام پہ آہیں بھرتا
میں اب اِس دشت کی خوراک بنا جاتا ہوں
میں جو امید کے چرنوں میں جبیں رکھتا تھا
اُنہی بے ربط لکیروں میں دھنسا جاتا ہوں

کیا ؟ " یہ کچھ دور چمکتی ہوئی شے پانی ہے "
چل دلا ! بخت کو منظور اِسی طور سہی
پیاس ! ، کانٹوں کی طرح حلق میں چبھتی ہوئی پیاس !
ایک خواب اور سہی ، ایک سراب اور سہی

علی محمد فرشی، راولپنڈی

وہ کہتی ہے

مجھے تم سے محبت ہے

علی میرے علی تم سے محبت ہے

وہ سچ کہتی ہے سچ کہتی رہی ہے

ابد کی آخری شب تک وہ سچ کہتی رہے گی

مجھے دیوار پر اس نے وہاں ٹانگا ہوا ہے

جہاں سے دیکھ سکتا ہوں

زمیں کے اس طرف پھیلی گھنیری سرمئی تنہائیاں

جو خود اس نے کبھی تحریر کی ہوں گی

اکیلی شام کے خاموش ہونٹوں پر

مگر جب سے

وہ خود اپنی خبر میں ہے

اسے دیوار کی اس دوسری جانب کی کوئی بھی خبر اچھی نہیں لگتی

خبر نے اس کو کیسا بے خبر رکھا ہوا ہے

اور دیوار کو

دیوار کے پیچھے کھڑی

تنہائیوں کی

مستتر لمبی زبانیں

چاٹ کر کاغذ بنانے کا علم میں ہیں

میں اس کاغذ پہ تب لکھوں گا

گیت اپنی رہائی کا

عرفان منظور بھٹہ ۔ خانیوال

تُو یہ مت سوچ کیسا سوچتا ہوں
ترے بارے میں اچھا سوچتا ہوں

مہک جاتی ہیں میری ساری سوچیں
میں تجھ کو جب بھی اپنا سوچتا ہوں

مری بینائی گھٹتی جا رہی ہے
کوئی بھیجے گا کرتہ ؛؛ سوچتا ہوں

مکمل ہو کے خود آتا ہے مجھ پر
میں بس مصرعے کو آدھا سوچتا ہوں

میں سُنتا کم ہوں لیکن یاد رکھنا
جو سُن لوں اس کو اونچا سوچتا ہوں

سکوں کی جب کمی ہوتی ہے مجھ کو
تجھے میں ڈھیر سارا سوچتا ہوں

خُدا ہے دوسرا کوئی ؛؛ نہ تُو ہے
میں تم دونوں کو یکتا سوچتا ہوں

تھکن بڑھتی ہے جب عرفان میری
میں وہ بچپن کا جُھولا سوچتا ہوں

بلال احمد خان

تاریکیوں میں نعرۂ تکبیر ہیں حسین
نانا کے دینِ پاک کی تصویر ہیں حسین

دینِ رسول ﷺ سیکھنا ہے تو حسین سے سیکھ
دینِ رسولِ ﷺ پاک کی تفسیر ہیں حسین

دنیا میں عام کر دیے آداب صبر و عشق
دنیا میں صبر و عشق کی تشہیر ہیں حسین

صبر و یقین دیکھنا ہے تو حسین کو دیکھ
صبر و یقیں کی جاگتی تصویر ہیں حسین

بلال احمد خان

اے حسیں شخص ترے پاس بتا ہے کہ نہیں
اس اداسی کے لیے کوئی دوا ہے کہ نہیں

میرا تو کوئی نہیں دنیا میں اک تیرے سوا
تو بتا تیرا کوئی میرے سوا ہے کہ نہیں

کچھ نے دیکھا بھی خدا کو خدا سے بات بھی کی
اور کچھ سوچ رہے ہیں کہ خدا ہے کہ نہیں

میں تو ناکام رہا بھولنے کی کوششوں میں
تو سنا دوست مجھے بھول چکا ہے کہ نہیں

تیری دنیا میں خدا کوئی وفادار نہیں
تیری دنیا میں خدا طورِ وفا ہے کہ نہیں

کاچو اظہر عباس، ایران

ئینٹی جھپکنے سے پہلے نظر ملانے کے بعد
ہمیں فلک پہ بٹھایا زمیں پہ لانے کے بعد

ہمارا سر ہوا اونچا، ہوا جو تن سے جدا
ہماری بڑھ گئی قیمت ہمیں گھٹانے کے بعد

فلک پہ کبر کا سورج بھی ماند پڑ جائے
زمیں پہ خون سے کوئی دیا جلانے کے بعد

تماش بینوں میں شامل تھے میرے اپنے بھی
گرا کے بجلی میرا آشیاں جلانے بعد

یہ پنچھیوں کی ہی قسمت میں ہے لکھا ورنہ
سفر پہ کون نکلتا ہے گھر بسانے کے بعد

یہی دلیل ہے خود اس کا دل بھی زخمی ہے
وہ رو پڑا تھا تری بزم کو ہنسانے بعد

ہم اس جہان میں بار دگر میرے اظہر
ضرور آئیں گے لیکن بہت زمانے کے بعد

بے خواب تعبیریں

یا صاحبی السجن
اے مرے قید خانے کے رفیقو
اے میری قید تنہائی کے رفیقو!
آؤان بے جا خواہشات کے چنگل سے آزادی پائیں
نا امیدی ، دکھ، درد ، الم کے جنگل سے آزادی پائیں
وسیع میدانوں میں نکلیں یہاں کچھ سادہ لوح بچے
جوانی کی لذتوں،خواہشوں ، ترجیحات سے نا آشنا ہیں
اے مرے قید خانے کے رفیقو ،
انہیں نا آشنا ہی رکھیں
یا صاحبی السجن
جب تو نکلے اس قید خانے سے
شہنشاہ معظم سے ذکر میرا کرنا
کہنا شر مندہ ہے اپنے کیے سب اعمال پر
کہنا اک بار نظر کیجئے فقیر کے سوال پر
سات دبلی گائیں کھا بھی چکی ہیں توانا کو
میری سب بھری بالیاں جھڑ بھی گئی مٹ بھی گئی
یا صاحبی السجن
یہ میرے دو رفیق سجن کون جانے،
کیا ہوگا کون مئے پلائے گا،
کون چیلوں کا شکار ہو گا
کون جانے، کیا ہوگا
کنویں سے نکل کر تخت پر بیٹھوں یا تختہ ہو جاؤں

اطلس علی الحنبلی

انکل کب دیں گے ترترے

محمد حسیب ارسل ، اسلام آباد

یہ لیں انکل مجھے دس روپے کے ترترے دے دیں

تب تک طوطے دیکھ لیتا ہوں

محمد اسد ظفر، اسلام آباد